بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

گذشتہ ماہ جنوری کی ۱۸ر اور ۱۹ر کو مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں شعبۂ اسلامک اسٹڈیز کے زیرِ انتظام مشہور عرب مورخ المسعودی کا جشن ہزار سالہ بڑے اہتمام سے منایا گیا۔ یہ اجتماع اس اعتبار سے بین الاقوامی تھا کہ ملک کے علمی اداروں اور یونیورسٹیوں کے نمائندوں کے علاوہ امریکہ۔ روس۔ دول متحدہ یورپ۔ ایران۔ لبنان وغیرہ کے فضلا نے بھی شرکت کی اور اجتماع کی کارروائیوں میں دلچسپی کے ساتھ حصّہ لیا۔ جناب اے۔ اے۔ فیضی وائس چانسلر کشمیر و جموں یونیورسٹی نے خطبۂ افتتاحیہ میں یونیورسٹی کے نظم و نسق اور اُس میں علومِ اسلامیہ کی تعلیم سے متعلق جو خیالات ظاہر کیے اگرچہ ان سب سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا لیکن بعض باتیں بڑے کام اور تجربہ کی کہیں دوسرے دن کی نشستوں میں المسعودی پر جو مقالات پڑھے گئے ان کو معیاری اور محققانہ نہیں کہا جاسکتا اور واقعہ بھی یہی ہے کہ چند مہینوں میں المسعودی جیسے غیر معمولی مورخ اور جغرافیہ داں پر کوئی سیر حاصل تحقیقی مقالہ تیار بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ تاہم امید ہے کہ شعبہ کی طرف سے المسعودی پر مقالات کا جو مجموعہ شائع ہوگا وہ ٹھوس مقالات و مضامین پر مشتمل ہوگا اور وہ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کی طرف سے علمی دنیا کے لیے ایک وقیع تحفہ ہوگا۔

پروگرام کے مطابق تیسرے روز یعنی ۲۰ر جنوری کو علوم و فنونِ اسلامیہ کی کانفرنس ہوئی جس میں اس پر بحث ہوئی کہ ”اسلامیات“ کی تعلیم سے کیا مراد ہے۔ اور اس کے حدود اربعہ کیا ہیں؟ ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب صدر شعبہ نے بحث کا آغاز کیا اور اُس میں ملکی اور غیر ملکی فضلاء نے دلچسپی کے ساتھ حصّہ لیا۔ جتنے منہ اتنی باتیں اگرچہ فیصلہ تو کچھ نہیں ہوسکا۔ لیکن یہ فائدہ ضرور ہوا کہ مختلف نقطہائے نظر سامنے آگئے اور ایک کمیٹی اس غرض کے لیے بن گئی ہے کہ وہ شعبۂ اسلامیات

کے لئے نصاب اور اُس کے متعلقہ امور پر غور و خوض کر کے اپنی سفارشات پیش کرے گی نیز یہ بھی طے پایا کہ ملک میں اسلامیات کا ذوق عام کرنے اور اُس سے دل چسپی پیدا کرنے کی غرض سے وقتاً فوقتاً علوم و فنونِ اسلامیہ کی کانفرنس ملک کے مختلف گوشوں میں منعقد کی جائے

اس طرح تین دن تک یونیورسٹی میں خوب چہل پہل رہی - ان اجتماعات کی ہر چیز سے ایک خاص سلیقہ اور حسنِ ترتیب و انتظام کا رنگ نمایاں تھا بریک فاسٹ - ڈنر اور عصرانہ کے انتظامات اس قدر شاندار اور پُر تکلف کہ انھیں دیکھ کر جاگیر داری عہد میں مسلمانوں کی تہذیب کی یاد تازہ ہوتی تھی -

---

اس مرتبہ یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ یونیورسٹی کے طلبار میں علماً و عملاً اسلامیات کا ذوق بہت ترقی کر گیا ہے وہ ان مباحث میں بڑی دل چسپی کے ساتھ حصہ لیتے ہیں اور اُن مسائل و معاملات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرتے ہیں جو موجودہ بین الاقوامی اور ملکی سیاسیات کے اسلامی تہذیب و کلچر پر اثر انداز ہونے کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں - خاص راقم الحروف کی تقریر کے لئے طلبار نے دو جلسے منعقد کئے پہلی تقریر " اسلامی تہذیب " پر ۱۹ر جنوری کو مغرب کے بعد وقار الملک ہال میں ہوئی اور دوسری تقریر ۲۰ر کو اسلام اور امنِ عالم کے موضوع پر اسی وقت یونین ہال میں ہوئی - ان دونوں تقریروں میں بعض اساتذہ کے علاوہ طلبار کافی تعداد میں موجود تھے اور انھوں نے بڑی خاموشی اور توجہ کے ساتھ تقریریں سنیں - اسلامیات کی طرف طلبا کا جو رجحان اور میلان بڑھ رہا ہے غالباً یہ اس کا اثر ہے کہ مسجد میں نماز کے وقت جتنے طلبا اس مرتبہ نظر آتے تھے پہلے نہیں آتے تھے اور پھر جتنے طلبار کے چہروں کو اس مرتبہ ڈاڑھی کے ساتھ دیکھا ہے اتنے کبھی نظر نہیں آئے - یہ سب طلبار جب کسی تقریب سے یک جا ہوتے تھے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں علی گڑھ کے بجائے دیوبند یا ندوہ میں بیٹھا ہوا ہوں - طلبار میں یہ تدریجی ذہنی